شرعی نقطۂ نظر سے نسخ کی ضرورت، اہمیت وافادیت

Abrogation, its reason, logic and signifacnace in Islamic Sharia

میاں اسعد اللہ[i] حافظ حفاظت اللہ[ii]

Abstract

Al-Naskh is a technical Islamic term which means "The abrogation". It is applicable in both sources of Islamic Law provisions, i.e The Quran and The Hadith.The Quranic verses may be abrogated by other Quranic verses and the Hadith may be abrogated by another Hadith.This article discusses the importance of Naskh and its role in The Islamic Law. Further more the article focuses on different school of thoughts towards Naskh.

روزِ اول سے ہی دنیا کا ہر قانون انسانوں کی استطاعت اور ضرورت کو مد نظر رکھ کر ہی بنتا رہا ہے اور ہر قانون چاہے وہ معاشرتی ہو، مذہبی ہو یا معاشی ہو، قابلِ اصلاح رہا ہے کیونکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کی ضروریات اور مسائل تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ ایک ڈاکٹر کسی مریض کی مرض کی تشخیص کے بعد اس کے لئے کچھ وقت کی دوا تجویز کرتا ہے، پھر وقتِ مقررہ کے بعد اس میں تبدیلی کرتا ہے، بالکل اسی طرح اللہ رب العزت بھی انسانوں کی استطاعت کو دیکھ کر کبھی ایک حکم نازل فرماتے، پھر کچھ وقت کے بعد اس کو تبدیل کر دیتے۔ اسی کو شریعت میں "نسخ" کہا جاتا ہے۔

عربی میں نسخ کے کئی معانی آتے ہیں چنانچہ نسخ کا ایک معنی "إِزَالَةُ الشَّيءِ بِالشَّيءِ بِتَعَقُّبِهِ[1] " ہے یعنی کسی چیز کو بعد میں آنے والی دوسری چیز کے ذریعے ختم کرنا جیسا کہ کہا جاتا ہے:

نَسَخَتِ الشَّمْسُ الظِّلَ" یعنی سورج نے سایہ کو زائل کر دیا۔"

i پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، تھیالوجی ڈیپارٹمنٹ، اسلامیہ کالج پشاور

ii اسسٹنٹ پروفیسر، تھیالوجی ڈیپارٹمنٹ، اسلامیہ کالج پشاور

نسخ کا دوسرا معنیٰ "نَقَلَ"[2] کے ہیں یعنی لکھنا اور منتقل کرنا، کہا جاتا ہے:

نَسَخْتُ الكِتَابَ "میں نے کتاب کو نقل کیا۔"

نسخ ہی کے مادہ سے باب مفاعلہ کے تحت "مُنَاسَخَةٌ" کا لفظ علم میراث میں بھی مستعمل ہوتا ہے کیونکہ اس میں بھی میراث کے ایک حصہ کو دوسرے وارث کی طرف منتقل کر دیا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے:

إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ[3]

"ہم لکھواتے جاتے تھے جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔"

نسخ کی اصطلاحاً کئی تعریفیں بیان کی گئی ہیں جن میں سے کچھ تعریفات درج ذیل ہیں:

علامہ ابن حاجبؒ (متوفی: ۶۴۶ھ) نے نسخ کی تعریف یوں بیان کی ہے:

هُوَ رَفْعُ الْحُكْمِ الشَّرْعِيِّ بِدَلِيْلٍ شَرْعِيٍّ مُتَأَخِّرٍ عَنْهُ[4] "ایک حکم شرعی کو بعد میں آنے والے حکم شرعی کے ساتھ ختم کر دینے کا نام نسخ ہے۔"

علامہ عبدالقاہر البغدادیؒ (متوفی: ۴۲۹ھ) کہتے ہیں:

أَنَّ النَّسْخَ بَيَانُ إِنْتِهَاءِ مُدَّةِ التَّعَبُّدِ[5] "نسخ عبادت کی مدت کی انتہاء کا نام ہے۔"

اللہ تعالیٰ حکیم ذات ہے اور نسخ اللہ کی حکمت کا ایک مظہر ہے تاہم بعض لوگوں نے اس کو عیب سمجھ کر اس کا انکار کیا ہے۔ ذیل میں ہم ان کے شبہات کا دلائل کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں:

منکرین نسخ کے شبہات اور ان کا ازالہ

منکرین نسخ کو درج ذیل چار گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

ایک گروہ اس کے جواز کا عقلاً انکار کرتا ہے اور سمعاً اس کے وقوع کا منکر ہے۔ اس کا مطلب ان کے نزدیک یہ ہے کہ عقل قرآن کریم میں نسخ کا منکر ہے اور اس کے وقوع کو ہم نے پچھلی امتوں میں نہیں سنا ہے۔ اس گروہ میں اس زمانہ کے نصاریٰ اور یہود کا فرقہ شمعونیہ[6] ہے۔

دوسرا گروہ اس کا سمعاً تو انکار کرتا ہے البتہ عقلاً اس کے جواز کا قائل ہے اور سمعاً اس کے وقوع کے بھی قائل ہے، البتہ وہ اس بات کے منکر ہیں کہ شریعتِ اسلامیہ یہودیت کے لئے ناسخ ہو، اس کے قائل فرقہ عنانیہ[7] ہیں۔

تیسرا گروہ عقلاً اس کے جواز کا قائل ہے اور سمعاً اس کے وقوع کا بھی قائل ہے، البتہ وہ اس بات کے منکر ہیں کہ شریعتِ اسلامیہ یہودیت کے لئے ناسخ ہو۔ اس میں فرقہ عیسویہ[8] اور تمام یہودی فرقے شامل ہیں۔

ایک گروہ ابو مسلم اصفہانی[9] (متوفی:۳۲۲ھ) اور ان کے ماننے والوں کا ہے جو عقلاً نسخ کے جواز کے تو قائل ہیں البتہ سمعاً اس کے وقوع کے منکر ہیں۔ وہ اس میں جمہور علماء کی تاویلات کے خلاف تاویلیں کرتے ہیں۔

شبہ

منکرین نسخ کہتے ہیں کہ نسخ سے اجتماع ضدین لازم آتا ہے حالانکہ دو متضاد چیزوں کا اجتماع محال ہے۔ وہ یوں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم دینا اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ چیز حسن ہو اور اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو۔ جب کہ نہی اس کا متقاضی ہے کہ یہ (منہی عنہ) قبیح اور معصیت ہو اور اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو، اب اگر اللہ تعالیٰ ایک چیز کا حکم دے اور پھر اس سے منع کر دے تو اس سے اجتماعِ حسن وقبیح اور اجتماعِ طاعت و معصیت لازم آتا ہے، جس کی وجہ سے ایک ہی فعل میں دو متضاد صفات کا اجتماع لازم آگیا جو کہ باطل ہے۔

اس شبہ کا ازالہ

اوپر ذکر کردہ شبہ کا جواب یہ ہے کہ حسن و قبح اس فعل کے ذاتی صفات نہیں ہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے امر اور نہی کے تابع ہیں، اور اسی امر و نہی کی بنیاد پر کوئی فعل حسن یا قبیح قرار پائے گا لہٰذا جب تک اس فعل کے ساتھ امر متعلق تھا وہ فعل حسن تھا اور جب اس کے ساتھ نہی متعلق ہوگئی تو وہ فعل قبیح ہو گا، لہٰذا اوقات مختلفہ میں کوئی فعل حسن ہو گا

اور قبیح بھی ہو گا۔اس طرح ایک وقت میں تو اجتماعِ ضدین لازم نہیں آیا، چنانچہ یہ شبہ باطل ہے[10]۔

عنانیہ اور شمعونیہ کے شبہات

یہ دونوں فرقے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ االسلام پر تورات نازل فرمائی ہے اور وہ ہمارے پاس محفوظ ہے اور ہمارے درمیان تواتر کے ساتھ منقول ہیں۔اس میں یہ بات آئی ہے کہ موسی نے فرمایا" زمین و آسمان ٹل جایئں گے مگر میرا کلام ہر گز نہیں ٹلے گا"[11] اور اس میں ان کا یہ فرمان بھی ہے کہ "جو کوئی سبت (ہفتہ) کے دن میں کچھ کام کرے گا وہ مار ڈالا جائے اور یہ کہ تم سبت کے دن اپنے گھروں میں آگ نہ جلاو[12]"۔ ان دونوں حکموں سے امتناعِ نسخ لازم آتا ہے کیونکہ احکامِ تورات میں کسی چیز کو نسخ کر دینا در حقیقت اللہ تعالیٰ کے حکم کا ابطال ہے اور ایسا ابطال صحیح نہیں ہے۔

اس شبہ کا ازالہ

اس شبہ کو کئی وجوہات کے ساتھ دفع کیا جاسکتا ہے:

- ✓ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ شبہ بہت کمزور ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیت کے علاوہ باقی شریعتیں بھی منسوخ نہیں ہیں لہٰذا ان کا یہ دعویٰ اور دلیل برابر نہیں ہے۔
- ✓ دوسری بات یہ ہے کہ ہم ان کے اس خیال کو تسلیم ہی نہیں کرتے کہ تورات ہمیشہ سے ان کے ہاتھوں میں محفوظ رہا ہو۔بلکہ تورات میں بہت زیادہ تحریفات ہوئی ہیں۔اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ تورات کا جو نسخہ سامریوں[13] کے پاس ہے اس کی دنیاوی عمر عنانیوں کے نسخہ سے ایک ہزار سال زیادہ ہے اور نصاریٰ کا نسخہ تیرہ سو سال پرانا ہے[14]۔ تورات کے موجودہ نسخوں میں انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کے متعلق ایسی حکایات موجود ہیں کہ جن کا انکار عقل کرتی ہے مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ طوفانِ نوح پر پشیمان ہوتے تھے اور یہ کہ وہ اتنے روتے بھی تھے کہ آنکھیں سوجھ گئیں[15]۔اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کو یعقوب علیہ السلام نے پچھاڑا تھا[16] نَعُوْذُ

بِاللہ۔ یہود خود اس کے قائل ہیں کہ بنو اسرائیل کئی مرتبہ اپنے دین سے مرتد ہو گئے تھے۔ انہوں نے بتوں کی عبادت بھی کی ہے اور انبیاء کو بھی قتل کیا۔

- ✓ تیسری بات یہ ہے کہ تورات کے متعلق تواتر بھی ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ اگر یہ تورات متواتر ہوتی تو پھر یہ لوگ محمد ﷺ کے ساتھ حجت بازی نہ کرتے بلکہ آپ ﷺ پر تورات کے احکامات کے مطابق ایمان لے آتے۔
- ✓ چوتھی بات یہ ہے کہ شبہ میں بطور استدلال حضرت موسیٰؑ کے فرمان (زمین و آسمان ٹل جائیں گے مگر میرا کلام ہرگز نہیں ٹلے گا بلکہ تا ابد رہے گا) میں بیان کردہ لفظ "تابید" (ہمیشہ) بھی نسخ کے عدم وجود کی دلیل نہیں بن سکتا کیونکہ یہ لفظ خود یہود کے ہاں اکثر حقیقی معنی کے خلاف استعمال ہوتا ہے جیسا کہ ذبح کے متعلق حکم تھا:

هٰذِهِ سُنَّة لَكُمْ إِلَىٰ الدَّهْر[17] "یہ ذبح کا حکم تمہارے لئے ہمیشہ کے لیے ہے" حالانکہ یہود خود اس حکم کو منسوخ شمار کرتے ہیں[18]۔

نصاریٰ کا شبہ

نصاریٰ کہتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ نے فرمایا ہے کہ "زمین و آسمان ٹل جائیں گے مگر میرا کلام ہرگز نہیں ٹلے گا[19] " لہٰذا یہ قول سمعاً امتناعِ نسخ کی دلیل ہے۔

اس شبہ کا ازالہ

ان کے پاس جو اناجیل موجود ہیں وہ پہلے والی انجیل نہیں ہے بلکہ یہ نصاریٰ کی اپنی وضع کردہ کتاب ہے جس میں انہوں نے حضرت مسیحؑ کی زندگی، ولادت، پرورش، دعوت اور معجزات کو بیان کیا ہے۔ اس میں ان کے سولی کا خیالی واقعہ بھی مذکور ہے اور ان قصوں کے بیان میں ان کے نسخوں میں تضاد موجود ہے۔ حالانکہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں اختلاف نہ ہوتا جیسا کہ قرآن میں ہے:

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا[20] "اور اگر یہ ہوتا کسی اور کا سوا اللہ کے، تو ضرور پاتے اس میں بہت تفاوت۔"

ابو مسلم اصفہانی اور ان کے متبعین کے شبہات

ابو مسلم اصفہانی (متوفی: ۳۲۲ھ) اور ان کے متبعین مطلقا نسخ کا انکار تو نہیں کرتے البتہ نسخ قرآن میں واقع ہوا ہے یا نہیں؟ اس کا انکار کرتے ہیں اور دلیل میں اس آیت کو پیش کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ[21] "اس پر جھوٹ کا دخل نہیں، آگے سے اور نہ پیچھے سے۔"

لہٰذا اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی احکام کبھی باطل نہیں ہوں گے جبکہ نسخ میں پہلے والے حکم کا ابطال ہی ہوتا ہے۔

اس شبہ کا ازالہ

باطل کے دو معانی آتے ہیں:

- ✓ کسی چیز پر عمل کا متروک ہونا
- ✓ کسی چیز کا حق کے خلاف ہونا[22]

اگر آیت میں "باطل" کا معنی پہلا والا ہو تب تو اس دلیل سے ان کا دعوی ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس صورت میں نسخ کے ایک خاص حکم کا ممنوع ہونا لازم آتا ہے اور وہ قسم نَسْخُ الْحُكْم دُوْنَ التِلاَوَة ہے البتہ اس کے علاوہ نَسْخُ التِلاَوَةِ مَعَ الْحُكْم اسی طرح ثابت رہتا ہے اور اگر باطل کا معنٰی یہ ہو کہ کوئی چیز حق کے مخالف ہو تو یہ دوسرا معنی لینا درست نہیں کیونکہ نسخ تو ایک قرآنی حکم ہے جسے حق کے خلاف قرار نہیں دیا جاسکتا۔

لہٰذا اس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ قرآن کریم کے عقائد معقول ہیں۔ احکام کی حکمت کو ہر صاحب عقل سمجھ سکتا ہے اور اخبار واقع کے عین مطابق ہیں کیونکہ قرآن کریم کے الفاظ تغیر اور تبدیل سے محفوظ ہیں۔

نسخ کی تائید میں مختلف شرعی دلائل

1۔ ماقبل شریعتوں سے استدلال

اگر ہم نسخ کی مشروعیت کو بائبل کے تناظر میں دیکھیں تو بائبلی روایات کے مطابق بہت سے احکام ایسے ہیں جو نئے احکام کے نزول کے نتیجے میں منسوخ قرار پائے ہیں جیسے بائبل کے عہد نامہ عتیق کتاب پیدائش کی رو سے قوانینِ نوح میں بہتے خون کے سوا ہر قسم کے زندہ جانوروں کا گوشت کھانا جائز تھا تاہم بعد میں متعدد جانوروں کو ممنوع قرار دیا گیا[23]۔ اسی طرح قوانینِ نوح سے پہلے بائبل کی رو سے بھائی اور بہن کے درمیان نکاح جائز تھا[24] بعد میں اس کو ممنوع قرار دیا گیا[25]۔

مذکورہ امور سے اس بات کی نفی ہوتی ہے کہ سابقہ ادیان و شرائع میں نسخ کا وجود نہیں تھا اور یہ کہ نسخ اسلام کی دینیاتی پہلو کا ایک کمزور رخ ہے۔ یہودیت میں اس قسم کے نسخ کی طرف قرآن کریم نے بھی اشارہ کیا ہے کہ جب یہودیوں کا ظلم حد سے بڑھ گیا تو ہم نے پہلے سے حلال شدہ اشیاء کو ان کے لئے ممنوع اور حرام قرار دیا۔ اس ضمن میں دو آیات پیش کی جاتی ہیں۔

- ✓ فَبِظُلْمٍ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ[26]

  "سو یہود کے گناہوں کی وجہ سے ہم نے حرام کیں ان پر بہت سی پاک چیزیں جو ان پر حلال تھیں۔"

- ✓ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا[27]

  "اور یہود پر ہم نے حرام کیا تھا ہر ایک ناخن والا جانور اور گائے اور بکری میں سے حرام کی تھی ان کی چربی۔"

2۔ قرآن مجید سے دلائل

قرآن مجید میں نسخ کے کئی دلائل موجود ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا[28]

"جو منسوخ کرتے ہیں ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں تو بھیج دیتے ہیں اس سے بہتر یا اس کے برابر۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ[29]

"مٹاتا ہے اللہ جو چاہے اور باقی رکھتا ہے اور اسی کے پاس ہے اصل کتاب۔"

یہ دونوں آیتیں یہود کے طعن میں نازل ہوئی۔ جب انہوں نے نسخ پر مختلف قسم کے اعتراضات کئے کہ یہ کیسا دین ہے؟ حضرت محمد ﷺ کبھی ایک حکم دیتے ہیں اور کبھی دوسرا حکم۔ مذکورہ آیات سے ثابت ہوا کہ نسخ کوئی عیب نہیں ہے۔

تیسری جگہ ارشاد ہے:

وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَكَانَ آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ[30]

"جب ہم بدلتے ہیں ایک آیت کی جگہ دوسری آیت اور اللہ تعالی خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے، تو کہتے ہیں کہ تو تو بنالاتا ہے یہ بات نہیں، پر اکثروں کو ان میں خبر نہیں۔"

اس آیتِ کریمہ میں وجہ دلالت یہ ہے کہ تبدیل دراصل "رَفْعُ الأَصْلِ وَ إِثْبَاتُ البَدَلِ" سے مرکب ہے اور اسی کو نسخ کہتے ہیں[31]۔

احادیث سے دلیل

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

كَلَامُ اللَّهِ يَنْسَخُ بَعْضُهُ بَعْضًا[32] "کلام اللہ کا بعض حصہ دوسرے بعض کو منسوخ کر سکتا ہے۔"

اس حدیث سے نسخ کے ثبوت کا پتہ چلتا ہے۔

اسلافِ امت کا اس پر اجماع ہے کہ نسخ شریعتِ اسلامیہ میں واقع ہوا ہے[33]۔

نسخ کی صورتیں

قرآن کریم میں نسخ درج ذیل تین اقسام کی صورت میں واقع ہوا ہے۔

- ✓ نسخ التلاوۃ و الحکم معاً
- ✓ نسخ الحکم فقط دون التلاوۃ
- ✓ نسخ التلاوۃ فقط دون الحکم

ذیل میں تینوں کی مختصر تعریفیں ذکر کی جاتی ہیں:

1. **نسخ التلاوۃ والحکم معاً**

اس کا مطلب یہ ہے کہ تلاوۃ اور حکم دونوں منسوخ ہوں۔ اس قسم کا حکم یہ ہے کہ نہ ہی تو اس کی تلاوت جائز ہے اور نہ ہی اس پر عمل کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اس میں کلی طور پر نسخ وارد ہوا ہے جیسا کہ حضرت عائشہ کی روایت ہے وہ فرماتی ہیں:

«كَانَ فِيمَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ يُحَرِّمْنَ، ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ، فَتُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُنَّ مِمَّا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ[34] »

"اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں (عَشْرُ رَضَعَاتٍ يُحَرِّمْنَ) کے الفاظ نازل کئے تھے پھر اس کو (بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ) کے ساتھ منسوخ کر دیں، یہاں تک کہ نبی ﷺ اس دنیا سے پردہ فرماگئے مگر لوگ اس کی تلاوت کرتے رہے کیونکہ انہیں اس کے کچھ عرصہ پہلے منسوخ ہونے کی خبر نہیں پہنچی تھی[35]۔"

2. نسخ الحکم فقط دون التلاوۃ

اس کا مطلب یہ ہے کہ حکم منسوخ ہو البتہ اس کی تلاوت منسوخ نہ ہو۔ یہ قسم قرآن کریم میں بکثرت موجود ہے، مثلاً:

- ✓ مناجاتِ الرسول سے پہلے صدقہ دینا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً[36]

"اے ایمان والوں جب تم کان میں بات کہنا چاہو رسول سے، تو آگے بھیجو اپنی بات کہنے سے پہلے خیرات۔"

یہ آیت منسوخ الحکم ہے۔ اس کے باوجود اس کی تلاوت کی جاتی ہے کیونکہ منسوخ التلاوۃ نہیں ہے۔

- ✓ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ[37]

"اور جن کو طاقت ہے روزہ کی ان کے ذمہ بدلا ہے ایک فقیر کا کھانا۔"

یہ آیت بھی منسوخ الحکم ہے جبکہ تلاوت اب بھی کی جاتی ہے۔

3. نسخ التلاوۃ فقط دون الحکم

اس کا مطلب یہ ہے کہ تلاوۃ منسوخ ہو اور حکم باقی ہو البتہ اس کے حکم کے بارے میں علامہ زرکشی فرماتے ہیں کہ جب امت اس قسم کو تلقی بالقبول کریں تو اس پر عمل کیا جائے گا۔ جیسا کہ روایت میں ہے:

عَنْ زِرٍّ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: "كَانَتْ سُورَةُ الْأَحْزَابِ تُوَازِي سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَكَانَ فِيهَا: الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ[38]»

"حضرت زر حضرت ابی بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: سورت احزاب (طوالت میں) سورت بقرہ کے برابر تھی اور اس میں یہ حکم بھی تھا کہ جب شادی شدہ مرد اور عورت زنا کریں تو ان کو سنگ سار کرو۔ (اس حدیث کی سند صحیح ہے البتہ بخاری اور مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی)۔"

اس آیت کا حکم اب بھی باقی ہے مگر اس کی تلاوت منسوخ ہے۔

باعتبارِ ناسخ، نسخ کی کی اقسام

اس اعتبار سے نسخ کی چار قسمیں ہیں۔

1. نسخ الکتاب بالکتاب

اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کی ایک آیت دوسری آیت کے ساتھ منسوخ ہو۔ اور اس پر اجماع ہے کیونکہ تمام آیاتِ قرآنیہ علم اور عمل کے اعتبار سے قوت میں متساوی ہیں۔ لہذا اس کے جواز میں کوئی کلام نہیں ہے۔ مثال کے طور پر:

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ[39]

"فرض کر دیا گیا تم پر جب حاضر ہو کسی کو تم میں موت بشرطیکہ چھوڑے کچھ مال وصیت کرنا ماں باپ کے واسطے کو يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ[40] "حکم کرتا ہے تم کو اللہ تمہاری اولاد کے حق میں) کے ساتھ منسوخ کر دیا ہے۔"

2. نسخ الکتاب بالسنۃ

اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کی کوئی آیت سنتِ نبوی کے ساتھ منسوخ ہو۔ اس کے بارے میں دو قسم کے اقوال ہیں:

- ✓ ایک جماعت اس کے جواز کی قائل ہے۔ ان میں مالکی، حنفی فقہاء، جمہور متکلمین ، اشاعرہ اور معتزلہ شامل ہیں جو کہتے ہیں کہ سنتِ نبوی سے قرآن کی آیت کا منسوخ ہونا محال نہیں ہے کیونکہ دونوں وحی ہیں، اور اسی کی طرف اللہ تعالی اشارہ فرماتا ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى[41]

"اور نہیں بولتا اپنے نفس کی خواہش سے یہ تو حکم ہے بھیجا ہوا۔"

البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ قرآن میں الفاظ اللہ تعالی کی طرف سے ہوتے ہیں۔ جب کہ حدیث کے الفاظ آپ ﷺ کی طرف سے ہوتے ہیں۔

- ✓ دوسرا گروہ مانعین کا ہے جو کہ امام شافعیؒ ، امام احمد بن حنبل اور اہل ظواہر پر مشتمل ہے۔ یہ فرماتے ہیں کہ سنت سے قرآن کو منسوخ نہیں کیا جاسکتا اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے:

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ[42]

"اور اتاری ہم نے تجھ پر یہ یاداشت کہ تو کھول دے لوگوں کے سامنے وہ چیز جو اتری ان کے واسطے۔"

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کا وظیفہ "تبیین القرآن" ہے۔ اگر سنت قرآن مجید کو منسوخ کرنا شروع کر دے تو پھر اس کے لئے بیان نہیں ہوگی بلکہ اس کو ختم کرنے والی ہوگی۔

3. نسخ السنۃ بالقرآن

اس سے مراد یہ ہے کہ کتاب اللہ سے سنتِ رسول کو منسوخ کر دیا جائے۔ جمہور فقہائے کرام، متکلمین اور اکثر علمائے کرام اس کو جائز سمجھتے ہیں سوائے امام شافعی کے کہ وہ اس کے جواز کے منکر ہیں اور اس کو محال سمجھتے ہیں[43]۔

نسخ السنۃ بالقرآن کے جواز کے دلائل

- ✓ نماز میں استقبالِ بیت المقدس کی معرفت صرف سنتِ رسول سے ہوئی ہے۔ اور اس کو قرآن مجید کی آیت:

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ[44]

"اب پھیر منہ اپنا طرف مسجد الحرام کے) نے منسوخ کیا ہے۔"

✓ اسی طرح رمضان کی رات میں اکل و شرب اور مباشرت حرام تھی۔ اس کی معرفت بھی سنت سے ہوتی ہے اور اس کو آیت:

فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا[45]

"پھر ملو اپنی عورتوں سے اور طلب کروں اس کو جو لکھ دیا ہے اللہ نے ے تمہارے لئے اور کھاؤ اور پیو) سے منسوخ کیا گیا ہے۔"

نسخ السنۃ بالسنۃ

اس سے مراد یہ ہے کہ ایک سنتِ نبوی ﷺ کو دوسری سنتِ نبوی ﷺ سے منسوخ کر دیا جائے جیسا کہ آپ ﷺ نے پہلے زیارتِ قبور سے منع کیا تھا، پھر بعد میں اس کی اجازت دی اور فرمایا:

فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الآخِرَةَ[46]

"قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ انسان کو آخرت کی یاد دلاتی ہے۔"

معرفتِ نسخ کے طریقے

نسخ کے تحقق کے لئے ضروری ہے کہ شارع کی طرف سے دو قسم کے دلائل ہوں اور ان دونوں میں حقیقی تعارض ہو اور دونوں میں تطبیق اور جمع کی صورت ممکن نہ ہو تو اس وقت یہ ضروری ہے کہ ان میں سے ایک کو ناسخ اور دوسرے کو منسوخ قرار دیا جائے تاکہ اللہ تعالی کے کلام میں جو بظاہر تعارض نظر آرہا ہے وہ دور ہو جائے۔ لیکن یہ کیسے متعین ہو گا کہ کون سا حکم ناسخ ہے اور کون سا منسوخ ہے؟ اس کی پہچان کے لئے اصولین نے درج ذیل طریقے اختیار کئے ہیں[47]:

1. ثبوتِ نسخ بذریعہ تصریحِ قرآن

نص قرآن میں "نسخ" کی دلالت پر صراحۃ ہو جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ[48]

"اب بوجھ ہلکا کر دیا اللہ نے تم پر سے اور جانا کہ تم میں سستی ہے سو اگر ہو تم میں سو شخص ثابت قدم رہنے والے تو غالب ہوں دو سو پر۔"

پہلے ایک مسلمان کو دس کافروں کے مقابلے میں ثابت قدم رہنے کا حکم تھا، اب یہ حکم منسوخ ہو گیا اور اب ایک کا مقابلہ دو کافروں کے ساتھ ہو گا۔ اسی طرح آیت:

أَأَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ[49]

"کیا تم اس بات سے ڈر گئے کہ تم اپنی سرگوشی سے پہلے صدقات پیش کرو۔"

اس آیت کے نزول سے پہلے مسلمانوں کو یہ حکم تھا کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ سرگوشی سے پہلے صدقہ دیا کریں اور اس آیت نے صراحت سے اس حکم کو منسوخ کر دیا۔

2. ثبوتِ نسخ بذریعہ حدیث

نبی ﷺ کا فعل اپنے قولِ سابق کے خلاف ثابت ہو جائے جیسا کہ آپ ﷺ نے حضرت ماعز کو صرف رجم کیا تھا۔لہذا یہ فعل اس قول کے لئے ناسخ ہے:

اَلثَّيبُ بالثَّيبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَ رُجِمَ بِالْحِجَارَة[50]"جب شادی شدہ مرد اور عورت زنا کریں تو ان کے لئے (حد) سو کوڑے اور سنگساری ہے۔" چنانچہ حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ (جو محصن تھے) کو حضور ﷺ کی طرف سے رجم کے حکم نے اس آیت میں شادی شدہ کے حق میں سو کوڑوں کو منسوخ کر دیا۔

3. ثبوتِ نسخ بذریعہ اجماعِ صحابہ

صحابہ کرام کا اجماع ثابت ہو جائے کہ یہ حکم ناسخ ہے اور یہ منسوخ ہے جیسا کہ صومِ یومِ عاشوراء کو صومِ رمضان کے ساتھ منسوخ کر دیا گیا ہے۔

4. ثبوتِ نسخ بذریعہ حکمِ شرعی

دونوں حکموں میں سے ایک شرعی ہو جب کہ دوسرا عادتِ سابقہ سے متعلق ہو تو اس صورت میں بھی حکمِ شرعی "عادت سابقہ" کے لئے ناسخ ہو گا جیسے اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں متوفی عنہازوجہا کی عدت ایک سال تھی[51]، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ[52]

"اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور عورتیں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے حق میں وصیت کر جائیں کہ ان کو ایک سال تک خرچ دیا جائے اور ان کو گھر سے نہ نکالا جائیں۔"

پھر اس ایک سال کے عدت کو اللہ تعالی نے اس آیت کے ساتھ منسوخ کر لیا:

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا[53]

"اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور عورتیں چھوڑ جائیں تو عورتیں چار مہینے اور دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں۔"

پہلی آیت میں متوفی عنہا زوجہا کی عدت ایک سال بیان کی گئی ہے جو کہ جاہلیت کے وقت سے چلا آ رہا تھا جس کو اللہ نے چار ماہ اور دس کی عدت کے ساتھ منسوخ کر دیا۔

5. ثبوتِ نسخ بذریعہ تاریخ

جب دو حکموں میں حقیقی تعارض ہو اور ان میں ایک تاریخ کے لحاظ سے مقدم ہو اور دوسرا مؤخر تو مقدم منسوخ اور مؤخر ناسخ ہو گا جیسا کہ حضرت شداد بن اوس کی روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ [54] "حجامہ کرنے والے اور کروانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔" جب کہ حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ»[55] "رسول اللہ ﷺ نے حجامہ کیا درآں حال کہ آپ ﷺ احرام پہنے ہوئے تھے اور روزہ سے تھے۔"

ان دونوں روایتوں میں حضرت شداد کی روایت 8 ہجری کی ہے جس کی وضاحت امام شافعیؒ اور امام احمدؒ نے اپنی اپنی مسند میں کی ہے کہ یہ فتح مکہ کا سال تھا[56]۔ جب کہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ۱۰ ہجری کی ہے کیونکہ ۱۰ ہجری کو نبی ﷺ حج کے لئے گئے تھے، لہذا ابن عباسؓ کی روایت ناسخ اور شداد کی روایت منسوخ ہو گی۔

نتائج

نسخ قرآن و سنت میں واقع ہوا ہے، جو کہ کوئی عیب اور بری چیز نہیں ہے۔ نسخ کو حکمت قرار دیا گیا ہے۔ نسخ در حقیقت کسی معلوم و معین چیز میں تبدیلی ہے، یہ بات صحیح نہیں کہ یہ علم میں تبدیلی ہے۔ نسخ میں وقت اور لوگوں کی مصالح کی رعایت رکھی گئی ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 الجوہری، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربی ۱: ۴۳، دار العلم للملایین، بیروت، ۱۹۸۷ء

2 ابو اسحق، ابراہیم بن اسحق، غریب الحدیث ۳: ۱۰۴۴، جامعہ ام القری۔ مکہ مکرمہ، ۱۴۰۵ھ

3 سورۃ الجاثیہ ۴۵: ۲۹

4 ابو ثنا محمود بن عبد الرحمن الاصفہانی، بیان المختصر شرح مختصر ابن حاجب ۲: ۴۸۹، دار المدنی، السعودیہ، ۱۴۰۶ھ

5 ابن حزم، الناسخ والمنسوخ: ۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، (س۔ن)

6 یہ شمعون الصدیق کی طرف منسوب ہے جو کہ یہودیوں کے بڑے عالم تھے اور ۱۳۵ قبل مسیح میں فوت ہوئے۔ (صالح بن الحسین الجعفری ابو البقاء الہاشمی، تخجیل من حرف التوراۃ والانجیل ۲: ۵۳۰، مکتبۃ العیکان، الریاض، المملکۃ العربیہ السعودیہ، ۱۴۱۹ھ)

7 یہ عانان بن داؤد کی طرف منسوب ہے۔ یہ پرندے، گوہ، مچھلی اور ٹڈی کے کھانے سے منع کرتے ہیں۔ گدی کے بل جانور کو ذبح کرتے ہیں۔ (محمد بن عبد الکریم الشہرستانی، الملل والنحل ۲: ۲۵۶، دار المعرفہ، بیروت، ۱۴۲۱ھ)

8 یہ ابو عیسیٰ اسحق بن یعقوب الاصفہانی کی طرف منسوب ہے اور بعض کے ہاں اس کا نام عوفیہ آلوہیم ہے۔ یہ منصور کے زمانے کا ہے۔ اور بنو امیہ کے دور میں اپنی دعوت کی ابتداء کردی۔ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ میں ہی رسول مسیح ہوں (بتصرف الملل والنحل ۲: ۲۵۷)

9 آپ کا نام ابو مسلم محمد بن بحر الاصفہانی ہے، معتزلی المذہب تھے، آپ بیک وقت شاعر، نحوی، ادیب اور مفسر تھے۔ آپ کی ولادت 254ھ کو اصفہان میں ہوئی جبکہ وفات ۳۲۲ھ کو ہوئی۔ آپ کی مشہور تصانیف جامع التأویل فی لتفسیر، الناسخ و المنسوخ اور مجموع رسائل ہے۔ (خیر الدین الزرکلي، الاعلام ۶: ۵۰، دار العلم للملایین، ۲۰۰۲ء)

10 الزرقانی، محمد عبد العظیم، مناہل العرفان فی علوم القرآن ۲: ۴۷۸، دار احیا التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۱۹ھ

11 انجیل لوقا، باب، ۲۱: ۳۳

12 انجیل خروج، باب ۳۴: ۱-۳

13 سامری یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا جو کہ مصر کے دیہات اور بیت المقدس کے قریب رہتے تھے۔ یہ حضرت موسیٰؑ حضرت ہارونؑ اور یوشع بن نون اور ان کے بعد صرف ایک نبی کی نبوت مانتے ہیں جس کی بشارت تورات نے دی ہے۔ ان کے بڑے چار فرقے ہیں جو کہ ایکھتر ذیلی فرقوں میں تقسیم ہوئے ہیں۔ (الملل والنحل ۱: ۲۶۰)

14 مناہل العرفان فی علوم القرآن ۲: ۲۷۹

15 کتاب پیدائش، باب، ۸ : ۲۱

16 کتاب پیدائش، باب، ۳۲ : ۲۸

17 تخجیل من حرف التوراۃ والإنجیل ۲: ۵۵۳

18 مناہل العرفان فی علوم القرآن ۲: ۴۸۰

19 انجیل لوقا، باب،۲۱: ۳۳

20 سورۃ النساء۴: ۸۲

21 سورۃ حم السجدۃ:۴۲: ۴۲

22 ابن منظور الافریقی لسان العرب، فصل الباالموحدہ، دار صادر بیروت، ۱۴۱۴ھ

23 بائبل، کتاب پیدائش،۹: ۳-۴

24 کتاب پیدائش،۲۹: ۲۳- ۳۰

25 احبار۱۸ :۱۸

26 سورۃ النساء۴ :۱۶۰

27 سورۃ الانعام۶ :۱۴۶

28 سورۃ البقرۃ۲ :۱۶۰

29 سورۃ الرعد۱۳: ۳۹

30 سورۃ النحل۱۶: ۱۱۰

31 مناہل العرفان فی علوم القرآن ۲: ۲۷۲

32 الدار قطنی ابوالحسن علی بن عمر، سنن الدار قطنی، حدیث (۴۲۷۷) موسسۃ الرسالہ، بیروت، لبنان، ۲۰۰۴ء

33 مناہل العرفان فی علوم القرآن، 272/2

34 ابو داود سلیمان بن الاشعث، سنن ابو داود، باب ھل یحرم مادون خمس رضعات، حدیث (۲۰۶۲) المکتبہ العصریہ، صیدا بیروت، (س۔ن)

35 مولانا محمد آصف نسیم، نسیم البیان شرح التبیان لمحمد علی الصابونی: ۲۱۲، المیزان لاہور، ۲۰۰۵ء

36 سورۃ المجادلۃ۵۸ :۲

37 سورۃ البقرۃ ۲ :۸۴

38 حاکم، محمد بن عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، باب تفسیر سورۃ الاحزاب، حدیث (۳۵۴) دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۹۹۰ء

39 سورۃ البقرۃ ۲ :۵۸

40 سورۃ النساء۴: ۱۱

41 سورۃ النجم ۵۳ : ۳-۴

42 سورۃ النحل۱۶ : ۴۴

43 مناہل العرفان فی علوم القرآن ۲: ۵۰۹

44 سورۃ البقرۃ۲: ۱۴۴

45 سورۃ البقرۃ ۲ :۸۷

46 الترمذی ابو عیسی محمد بن عیسی، السنن، باب ما جا فی الرخصہ فی زیارۃ القبور حدیث(۱۰۵۴)، مکتبہ مصطفی البابی الحلبی، مصر، ۱۳۹۵ھ

47 مناہل العرفان فی علوم القرآن ۲: ۴۸۳

48 سورۃ الانفال ۸ :۶۶

49 سورۃ المجادلۃ ۵۸ :۳

50 صحیح مسلم، حدیث (۱۶۹۰)۔۔۔ سنن أبی داود، حدیث (۴۴۱۵)

51 قاضی ثناءاللہ پانی پتی، تفسیر المظہری ا: ۳۳۰، امیر حمزہ کتب خانہ کوئٹہ، سطن، (س۔ن)

52 سورۃ البقرۃ ۲ :۲۴۰

53 سورۃ البقرۃ ۲ :۲۳۴

54 سنن ابوداود، باب فی الصائم یحتجم، حدیث (۲۳۶۹)

55 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، دار طوق النجاۃ، باب الحجامۃ للمحرم، حدیث (۱۸۳۵) ۱۴۲۲ھ

56 امام احمد، مسند احمد، باب مسند عبداللہ بن عباس، حدیث (۱۰۴۳) موسسۃ الرسالہ، ۱۴۲۱ھ